اکائی(5)   البحرلابن عباد

مشمولات

5.1 تمہید

5.2 اغراض ومقاصد

5.4 متن سبق

5.4 صاحب سبق کا تعارف

5.5 متن کا ترجمہ

5.6 لغوی تحقیق

5.7 ادبی صنف کا تعارف

5.7.1 صنف کی ہیئت وصورت

5.8 متن سبق کا موضوع

5.9 متن سبق کی توضیح وتشریح

5.10 متن کی خصوصیات

5.11 اسلوبی خصوصیات

5.12 خلاصہ

5.13 نمونے کے امتحانی سوالات

5.14 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

5.1 تمہید

صاحب بن عباد کے رسائل (خطوط) بھی نہایت دلچسپ ہیں، وہ ابوبکر خوارزمی اور بدیع الزماں ہمدانی کی طرح گھریلو قسم کے خطوط نہیں ہیں؛ بلکہ دیوانی خطوط ہیں، اس وجہ سے اس کی دو خصوصیتیں اہم ہیں، ایک تو ادبی اور دوسری تاریخی۔ تاریخی اہمیت اس طرح ہے کہ ان خطوط میں بنو بویہ کی بہت ساری جنگوں، حکمرانوں، قائدین اور قاضیوں کا تذکرہ ہے، بعض معاہدوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ رعایا کے ساتھ بادشاہ کے برتاؤ اور اس زمانے کے عام معاشرے کی بھی عکاسی کی گئی ہے۔ اس طرح یہ خطوط مملکت بنو بویہ کے سیاسی وسماجی حالات کی دستاویز ہوگئے ہیں۔

5.2 اغراض ومقاصد

اس سبق کے ذریعے طلباء صاحب بن عباد کے رسائل میں سے ایک رسالہ اور خط جس میں اس نے اپنے استاذ سے شناسائی حاصل کریں گے اور صاحب بن عباد اپنے دور کا بہت بڑا ادیب، انشاء پرداز اور شاعر گذرا ہے، اس کے اس مختصر رسالہ کے ذریعے اس کے ادبی وانشاء پردازی اور طرز تحریر کو جان سکیں گے، الفاظ وتعبیرات کی جانکاری ہوگی، وہ انشاء پردازی اور خطوط نویسی کے ایک عربی نمونہ اور اس نادر شہہ پارہ سے مستفید ہوں گے، اس کے اپنے استاذ کو رسائل میں تخاطب اور استاذ کے ادب واحترام کے متعلق بھی ان کو جانکاری حاصل ہوگی۔

5.3 متن سبق

وَصلَ كتَابُ الأَستاذِ الرَّئيسِ صادِراً عن شطِّ البحرِ بِوصفِ مَا شاهَدَ مِن عجائِبِهِ، وعايَن مِن مَراكِبِهِ ورآه من طاعةِ آلاتِها لِلرِّياحِ كيف أرادَتْها، واستجابةِ أَدَواتِها لَها مَتى نادَتْها، ورُكوبِ النَّاسِ أشباحَها، والخوفُ بمَرأًى ومَسمعٍ، والمُنونُ بِمَرقبٍ ومطلعٍ، والدَّهرُ بَينَ أخذٍ وتركٍ، والأرواحُ بَين نَجاةٍ وهُلكٍ، إذا أفكَرُوا فِي المَكاسِبِ الخطيرةِ هَانَ عليهم الخَطرُ، وإذا لاحَتْ لهم غُرَرُ المَطالِبِ الكثيرةُ، حُبِّبَ إليهم الغَرَرُ، وعَرفتُ ما قاله مِن تَمنِّيهِ كَونِي عِند ذلك بِحَضرتِهِ وحُصولِيَ علىٰ مُساعدِتِهِ ومن رأى بحرَ الأستاذِ كَيفَ يزخَرُ بالفضلِ وتَتلاطم فِيه أمواجُ الأدبِ والعلمِ، لَم يَعتَب علىٰ الدَّهرِ فِيما يُفتيهِ مِن مَنظرِ البَحرِ، ولا فَضيلةَ عِندي أعظمَ مِن إكبارِ الأستاذِ لأَحوالِهِ واستِعظامِهِ لأَهوالِهِ، كَما لا شَيئَ أبلغُ فِي مَفاخِرِهِ وأنفَسُ فِي جَواهِرِهِ مِن وصفِ الأَستاذِ لَه فإنِي قَرأتُ مِنهُ المَاءَ السَّلسالَ، لا الزِّلزالَ، والسِّحرُ الحَرامُ، لا الحَلالُ، وقَد عَلِمتُ أنه كَتبَ ولَمَا أخطَرَ بفِكرِهِ سَعةُ صَدرِهِ، فلَو فَعلَ ذٰلك لرأى البَحرَ وشلًا لا يَفضُلُ عنِ التَّبرُّضِ وثَمدًا لا يكثُرُ عنِ التَّرشُّفِ:

وكَم مِن جبالٍ جئتَ تشهَدُ أنَّك

الجبالُ وبَحرٍ شاهدٍ أنّك البَحرُ

5.4 صاحب سبق کا تعارف

چوتھی صدی ہجری کے معروف ادیب، شاعر، رسالہ نگار، سیاست داں اور علم وادب سے بے پناہ شغف رکھنے والے اس انسان کا اصل نام اسماعیل بن عباد ہے، کنیت ابوالقاسم ہے، ایک لقب صاحب ہے اور دوسرا کافی الکفاۃ۔ صاحب کے لقب سے اس کی شہرت ہونے کی ایک وجہ تو یہ بتائی

جاتی ہے کہ وہ ہر وقت اپنے استاذ ابن العمید کے ساتھ رہا کرتا تھا؛ اس لیے اسے صاحب کہا جانے لگا، ایک دوسری وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ بچپن سے ہی مؤید الدولہ بادشاہ کی خدمت میں رہنے لگا تھا؛ اس لیے اسے صاحب کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔ اور کافی الکفاۃ اسے اس کی سخاوت کی وجہ سے کہا جاتا تھا۔ اس کی پیدائش 326ھ کو ہوئی اور وفات 385ھ کو ہوئی، اسی سال اس کے والد عباد کی بھی وفات ہوئی تھی۔ اس کا خاندان فارسی ہے، قزوین اور ابہر کے مابین پائے جانے والے طالقان نامی علاقے سے اس کا تعلق ہے۔ اس کا باپ بھی ذی علم اور عالم فاضل انسان تھا، رکن الدولہ کا وزیر رہا اور احکام القرآن پر اس نے ایک کتاب بھی لکھی تھی، فکری اعتبار سے اس کا میلان معتزلہ کی طرف تھا۔ صاحب بن عباد کے بارے میں عام طور پر کہا جاتا ہے کہ وہ شیعی اثناعشری ہے، مگر اس کے رسائل کے مضامین ومشمولات سے پتا چلتا ہے کہ وہ بھی فکری اعتبار سے اعتزال کی طرف مائل تھا۔ تاریخ میں صاحب کی ماں کا زیادہ تذکرہ نہیں ملتا، صرف ایک واقعے کا ذکر ہے کہ بچپن میں جب صاحب پڑھنے کے لیے مسجد جایا کرتا تھا، تو اس کی ماں اسے روزانہ ایک دینار اور ایک درہم دیا کرتی تھی اور کہتی تھی کہ گھر سے نکلنے کے بعد جس فقیر پر سب سے پہلے تمھاری نظر پڑے، اسے صدقہ کر دینا اور وہ روز ایسا ہی کیا کرتا تھا۔

5.4.1 حصولِ علم اور عملی زندگی:

صاحب بن عباد نے متعدد اساتذہ سے اکتسابِ علم کیا، مگر ان میں ابن العمید کا نام سب سے نمایاں ہے، خود صاحب بھی اپنے اساتذہ میں سے زیادہ تر اسی کا ذکر کرتا تھا، عموماً اپنی تحریروں میں اسے ''الاستاذ الرئیس'' کے لقب سے یاد کیا ہے۔ دورانِ حصولِ علم اسے واقعتاً ابن العمید کی خصوصی توجہات حاصل رہیں، اس نے صاحب کی خوب حوصلہ افزائی کی یہاں تک کہ اصفہان میں اپنی امارت کے زمانے میں اسے مؤید الدولہ کا وزیر مقرر کروادیا اور وہیں سے صاحب کی سیاسی زندگی کا آغاز ہوا۔ مؤید الدولہ کی وفات کے بعد اس کے بھائی فخر الدولہ کا وزیر رہا۔ اس کی حیثیت بنوبویہ کی حکومت میں محض ایک ادیب کی نہ تھی؛ بلکہ وہ بادشاہ کا سکریٹری، ترجمان، وزیر اور امورِ مملکت کا منتظم ونگراں بھی تھا اور اپنی ساری ذمے داریاں بحسن وخوبی انجام دیتا تھا؛ اسی وجہ سے ملوکِ بنوبویہ کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ تھا، سب اس کی عزت کرتے تھے، حتی کہ یاقوت نے روایت کیا ہے کہ اگر کسی مسئلے میں صاحب کی رائے کچھ ہوتی اور بادشاہ فخر الدولہ کی رائے کچھ اور ہوتی، تو عمل صاحب بن عباد کی رائے پر کیا جاتا تھا۔

5.4.2 مقبولیت وعظمت:

اس حکومت میں دن بہ دن صاحب کی عظمت ومنزلت بڑھتی گئی، حتی کہ مملکتِ بویہ کے سرکاری کارندے، افسران اور وزرا اس کے دربار میں پہنچنے کے لیے اس کے گھر کے باہر لائن لگائے کھڑے رہتے تھے، جسے اندر داخل ہونے کی اجازت مل جاتی، وہ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتا، گویا اس کی دنیا وآخرت دونوں بن گئی ہوں، صورتِ حال یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ جسے اندر داخل ہونے کی جازت ملتی، وہ گھر میں داخل ہونے کے بعد پہلے کئی بار زمین کو جھک کر بوسے دیتا، پھر صاحب کے سامنے جا کر بیٹھتا، اسی طرح جب لوٹتا، تو کئی بار زمین کو چومتا اور پھر واپس ہوتا، کہتے ہیں کہ مختلف ماہ وسال میں پانچ سو شعرا نے اس کے لیے مدحیہ قصائد لکھے۔ اسی طرح جب اس کا انتقال ہوا، تو پورا رے شہر بند کر دیا گیا، لوگ اس کے محل کے سامنے جمع ہو گئے اور جب اس کا جنازہ گھر سے باہر نکلا، تو لوگوں نے اس کے جنازے کے سامنے جھک کر پہلے زمین کو چوما پھر مارے غم کے اپنے اپنے کپڑے پھاڑ لیے، سینہ کوبی کرنے اور چیخنے چلانے لگے اور اس کی تعزیت میں کئی شعرا نے نہایت غم انگیز مرثیے کہے۔

5.4.3 بے مثال سخاوت وحسن اخلاق:

اس کی اس غیر معمولی عظمت اور لوگوں میں مقبولیت کی وجہ اس کا بے مثال حسن اخلاق، عوام الناس کے ساتھ برتی جانے والی اس کی نرمی ومہربانی اور جود وعطا کی اس کی غیر معمولی صفت تھی۔ اس کا نظریہ یہ تھا کہ میرا گھر ہر شخص کی پناہ گاہ ہے، چاہے وہ میرا وفادار ہو یا خائن وغدار۔ ایک واقعہ مشہور ہے

کہ اس نے ایک بار شربت بنوایا اور جب پینے لگا، تو اس کے معتمد خاص نے کہا کہ اسے نہ پئیں؛ کیوں کہ اس میں زہر ملایا گیا ہے، تو صاحب نے کہا: تمھارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے؟ تو اس نے کہا کہ: جس نے آپ کو یہ شربت پیش کیا ہے، اس پر تجربہ کرکے دیکھ لیں، تو اس نے کہا: میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا اور نہ میں اسے حلال سمجھتا ہوں، تو اس نے کہا کہ: پھر مرغی کو پلا کر دیکھ لیں، تو اس نے کہا کہ: کسی بھی حیوان کے ساتھ ایسا کرنا ناجائز ہے، پھر اس نے شربت کو پھینکنے کا حکم دیا، شربت بنانے والے کو بلایا اور اسے کہا کہ: تم میرے گھر سے نکل جاؤ، پھر کبھی ادھر نظر نہ آنا اور ساتھ ہی اس کا ماہانہ وظیفہ بھی مقرر کر دیا۔ اس کے دل میں مخصوص قسم کی نرمی و ہمدردی کے جذبات پائے جاتے تھے، وہ کہا کرتا تھا کہ: ہم دن میں بادشاہ ہیں اور رات میں بھائی۔ اسی طرح وہ شگفتہ مزاج بھی تھا اور اپنے ساتھیوں اور ملازموں کے ساتھ گھل مل کر رہتا تھا۔

اس کی بے مثال سخاوت کی وجہ سے دنیا کے مختلف خطے کے اہلِ علم و ادب اس کے دربار میں حاضر ہوتے اور اپنے علم وفن کی قدر پاتے تھے۔ یاقوت حموی کی تاریخ میں ہے کہ وہ علما، ادبا اور اشراف پر سال بھر میں ایک لاکھ دینار خرچ کرتا تھا۔ ثعالبی نے لکھا ہے کہ: ''علما، اصحابِ فضل و کمال و شعرا نے اس کے گرد دائرہ بنا رکھا تھا''۔ وہ سبھوں کو ان کے علمی و ادبی و مرتبہ و مقام کے مطابق نوازتا تھا اور چوں کہ وہ خود اعلیٰ درجے کا ادیب، عالم و فاضل اور دانشور تھا؛ اس لیے اس سلسلے میں کسی قسم کی جانب داری یا تعصب کو برداشت نہیں کرتا تھا۔ حالاں کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے تھے، جنھیں نہیں نوازا جاتا یا انھیں لگتا کہ ان کی صلاحیت کے مطابق ان کے ساتھ برتاؤ نہیں کیا گیا، تو ایسے لوگ صاحب کے پاس سے نکل کر اس کی برائیاں بیان کیا کرتے تھے، انہی میں سے ایک ابوحیان توحیدی بھی تھا، جسے ادیب الفلاسفۃ اور فیلسوف الادب بھی کہا جاتا ہے، اسے صاحب بن عباد سے سخت بغض ہو گیا؛ چنانچہ اس نے صاحب اور اس کے استاذ ابن العمید دونوں کو لپیٹا اور ''أخلاق الوزیرین'' لکھ دی، اس کے علاوہ اپنی دیگر کتابوں میں بھی صاحب بن عباد کے خلاف برا بھلا لکھتا رہا۔

5.4.4 علمی و ادبی مقام:

اس سب کے ساتھ صاحب کا اپنا علمی و ادبی مقام و مرتبہ نہایت بالا بلند تھا، اس نے امورِ مملکت سنبھالنے کے باوجود اپنے پیچھے بہت سی تصنیفات و تالیفات چھوڑیں، جن سے اس کی جلالتِ علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسے کتابوں سے بے پناہ محبت تھی، اپنے کتب خانے پر وہ خاص توجہ دیتا تھا اور نئی کتابوں کے صحیح ترین نسخے جمع کرکے رکھتا تھا۔ ابن الاثیر نے نقل کیا ہے کہ اس کے کتب خانے میں جو کتابیں تھیں، انھیں اٹھانے کے لیے چار سو اونٹوں کی ضرورت پڑتی۔ ایک واقعہ مشہور ہے کہ سامانی بادشاہ نے اسے وزیر بنانے کی پیش کش کی، تو اس نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ میرے کتب خانے کو منتقل کرنے کے لیے چار سو اونٹوں کی ضرورت ہوگی۔

5.4.6 تصانیف:

صاحب بن عباد کی تصانیف کی تعداد اچھی خاصی ہے، جس میں المحیط نامی عربی لغت کے علاوہ الکشف عن مساوئ المتنبی، الابانۃ عن الامامۃ، القضاء والقدر، الفصول المہذبۃ، الشواہد، عنوان المعارف فی التاریخ، الوزراء، اسماء اللہ وصفاتہ، جوہرۃ الجمہرۃ، الأعیاد، دیوان شعر اور دیوان رسائل خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

5.5 متن سبق کا ترجمہ

ساحل سمندر سے استاذِ محترم کا خط موصول ہوا ہے، جس میں انھوں نے سمندر کے عجائبات، اس کی سطح پر چلنے والی سواریوں، ہوا کی مرضی کی تعمیل کرنے والے اس کے آلات اور اس کی طاعت کرنے والی چیزوں اور اس میں سفر کرنے والے لوگوں کا ذکر کیا ہے، جنھیں انھوں نے دیکھا اور مشاہدہ

کیا۔انھوں نے تذکرہ کیا ہے کہ آس پاس خوف ودہشت اور موت منڈلا رہی تھی، کچھ لوگ مصیبت میں گرفتار ہورہے تھے، تو کچھ بچ جارہے تھے، روحیں نجات وہلاکت کے مابین تھیں، جب وہ اپنی متوقع زبردست کمائی کے سلسلے میں سوچتے، توسمندر کے خطرات انھیں معمولی لگنے لگتے اور جب انھیں اپنے مطلب کے بہت سے موتی نظر آتے، تو ہلاکت بھی انھیں محبوب لگنے لگتی۔ مجھے اس خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ استاذِ محترم کی یہ آرزو تھی کہ میں ان کے پاس موجود ہوتا اور مجھے ان کی معاونت حاصل ہوتی۔ جو شخص میرے استاذ کے سمندر کا مشاہدہ کرے گا، جو فضل وکمال سے معمور ہے اور اس میں علم وادب کی لہریں موج مار رہی ہیں، تو جو انھوں نے سمندر کا منظر بیان کیا ہے اس پر زمانے سے ناراض نہیں ہوگا۔ میرے نزدیک اس سمندر کی کوئی فضیلت نہیں ہے سوائے اس کے کہ میرے استاذ نے اس کے احوال اور اس کی ہولنا کی کو عظیم محسوس کیا ہے، اسی طرح میری نگاہ میں اس سمندر کی کوئی قابل فخر خصوصیت یا کوئی جوہر نفیس نہیں، سوائے اس کے میرے استاذ نے اس کا ذکر کیا ہے، کیوں کہ میں نے ان سے شیریں وصاف پانی حاصل کیا ہے، طوفان وہنگامہ نہیں اور جادو حرام ہے، حلال نہیں ہے۔ مجھے پتا ہے کہ یہ لکھتے ہوئے انھیں اپنی وسعتِ علم کا احساس نہیں تھا، اگر ایسا ہوتا، تو وہ دیکھتے کہ سمندر کا پانی تو بہت محدود ہے اور اس کی سیراب کرنے کی صلاحیت بہت کم ہے:

بہت سے پہاڑ ایسے ہیں کہ انھیں دیکھ کر تمھیں لگے گا تمھی پہاڑ ہو اور بہت سے سمندر کا مشاہدہ کرنے کے بعد محسوس ہوگا کہ تمھی سمندر ہو۔

5.6 لغوی تحقیق

شط البحر	:	ساحلِ سمندر
عاين	:	دیکھنا (عاين، معاينة: مفاعلة)
مراكب (و) مركب	:	سواری
أشباح (و) شبح	:	سایہ، دور سے نظر آنے والی پرچھائیں، بلندوبالا دروازہ
المنون	:	موت
المكاسب الخطيرة	:	زبردست کمائی، بڑی حصولیابی
غُرر (و) غرة	:	موتی
غَرر	:	دھوکہ، ہلاکت
عتب على	:	ناراضگی کا اظہار کرنا، فہمایش کرنا (نصر، ضرب)
أكبر	:	کسی چیز/انسان کو بڑا سمجھنا (أكبر، إكبارا: إفعال)
استعظم	:	کسی چیز/انسان کو عظیم سمجھنا (استعظم، استعظاما: استفعال)
الماء السلسال	:	شیریں پانی
وشل	:	تھوڑا پانی
تبرض	:	کم ہوجانا، ختم ہوجانا (تبرض، تبرضا: تفعل)
ثمد (ج) أثماد	:	تھوڑا پانی، وہ جگہ جہاں پانی اکٹھا ہوجائے

ترشف : پانی پینا (ترشف، ترشفا: تفعل)

5.7 ادبی صنف کا تعارف

خطوط ورسائل کی اہمیت مسلم ہے، جہاں یہ رسائل ادبی حیثیت سے اپنا مقام ومرتبہ رکھتے ہیں، وہیں یہ نثر نگاری کا ایک اعلی وارفع نمونہ ہے، یہ رسائل شخصی اوراخوانی بھی ہوتے ہیں اور تاریخی اور دیوانی بھی اور علمی بھی، تمام جہات اور مختلف پہلوؤں پر ان کے مشتمل ہونے کی وجہ سے اس سے شخصیت کا تعارف اور اس کے مقام ومرتبہ، اس کی علمی لیاقت وصلاحیت، اس کی تحریر ونگارش سے واقفیت حاصل ہوتی ہے، مختلف اصناف، تعزیت، تہنیت اور مبارک بادی وغیرہ پر جہاں یہ مشتمل ہوتے ہیں، اور خصوصا دیوانی رسائل کے ذریعہ اس دور کے بادشاہوں کے احوال اور ان کے طرز حیات، اوران کے رعایا کے ساتھ سلوک اوران کی ذوقِ ادبی کا بھی پتہ چلتا ہے، اس علاقہ کی تاریخ، جغرافیہ وغیرہ سے واقفیت حاصل ہوتی ہے، اور علمی رسائل میں مختلف علوم اور فنون پر واقفیت حاصل ہوتی ہے، اس طرح یہ رسائل اور خطوط عربی ادب کا ایک شاہکار اور نمونہ اور معلومات کا گنج گرامایہ ہونے کے ساتھ ساتھ، یہ عربی ادب ونثر نگاری کا ایک اعلی وارفع نمونہ بھی ہوتے ہیں۔

5.7.1 صنف کی ہیئت وصورت

صاحب بن عباد کے خطوط ورسائل نہایت دلچسپ اور مختلف پہلوؤں اور گھریلو خطوط، تہنیت، تبریک، تعزیت کے ساتھ ساتھ، دیوانی خطوط کو بھی حاوی ہیں، یہ مجموعہ رسائل صاحب بن عباد سے مشہور ہے، جس کو عبدالوہاب بن عزام اور شوقی ضیف نے جمع کیا ہے، اس میں بھی شمار دیوانی خطوط ہیں، ان رسائل کی ہیئت اوران کی اصناف یہ ہیں کہ ایک طرف تو یہ ادبی حیثیت رکھتے ہیں اور دوسری طرف تاریخی حیثیت کے بھی حامل ہوتے ہیں، تاریخی اہمیت اس طرح ہے کہ ان خطوط کے ذریعہ آل بویہ جس کا یہ وزیر اور حکمراں تھا اس میں بہت ساری جنگوں، حکمرانوں، قائدین اور قاضیوں وغیرہ کا تذکرہ شامل ہے، اس کے ذریعہ اس دور کے عام معاشرے بادشاہوں کے عوام کے ساتھ سلوک اور برتاؤ کی بھی منظر کشی ہوتی ہے خاص طرح ادبی اعتبار سے صاحب کے خطوط میں مخصوص قسم کی شیرینی اور جاذبیت پائی جاتی ہے۔ بسا اوقات وہ مسجع مقفی عبارت پر بھی زور دیتا ہے۔ زبان والفاظ پر اس کی قدرت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے بعض نہایت خشک اور سرکاری کام کاج سے تعلق رکھنے والے موضوع پر خط لکھتے ہوئے بھی زبان کی حلاوت اور انداز واسلوب کی عمدگی وخوبصورتی کو قائم رکھا ہے۔

5.8 متن سبق کا موضوع

مذکورہ بالا خط صاحب بن عباد نے اپنے استاذ ابن العمید کے ایک خط کے جواب میں لکھا ہے۔ ابن العمید نے اس خط میں ایک سمندر کی منظر کشی کی تھی اور سمندری سفر کی ہولنا کیوں، سمندری ہوا اور سمندر میں غوطے لگا کر موتیاں ڈھونڈنے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی جانوں کو درپیش خطرات کی نشان دہی کی تھی۔ مجموعی طور پر ابن العمید نے اپنے اس خط میں سمندر کی ہیبت نا کی، اس کی عظمت اور اس کی ہولنا کی کا نقشہ کھینچا تھا، اس کے جواب میں اس کے شاگرد صاحب بن عباد نے یہ لکھا ہے کہ سمندر کی عظمت تو کچھ بھی نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے زیادہ عظیم تو میرے استاذ کا علمی وادبی سرمایہ ہے اور وسیع ہونے کے ساتھ مفید ونفع بخش بھی ہے، اُس سمندر میں ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے، مگر اِس علمی سمندر کا سفر کرتے ہوئے یا اس سے استفادہ کرتے ہوئے ہلاکت یا نقصان کا کوئی اندیشہ نہیں، اس کے پانی میں طغیانی اور طوفان انگیزی نہیں، شیرینی اور حلاوت ہے اور اس کی وسعت اتنی زیادہ ہے کہ اس کے مقابلے میں سمندر کی وسعت کچھ بھی نہیں ہے۔

5.9 متن سبق کی توضیح وتشریح

ا۔ وَصلَ كتَابُ الأستاذِ الرَّئيسِ صادِراً عن شطِّ البحرِ بوصفِ مَا شاهَدَ مِن عجائبِهِ، وعايَنَ مِن مَراكِبِهِ ورآه من طاعةِ آلاتِها لِلرِّياحِ كيف أرادَتْها، واستجابةِ أَدَواتِها لَها مَتى نادَتْها، ورُكوبِ النَّاسِ أشباحَها، والخوفُ بمَرأًى ومَسمعٍ، والمُنونُ بِمَرقبٍ ومطلعٍ، والدَّهرُ بَينَ أخذٍ وتركٍ، والأرواحُ بَين نَجاةٍ وهُلكٍ، إذا أفكَرُوا فِي المَكاسبِ الخطيرةِ هَانَ عليهم الخَطرُ، وإذا لاحَتْ لهم غُرَرُ المَطالِبِ الكثيرةُ، حُبِّبَ إليهم الغَرَرُ، وعَرفتُ ما قاله مِن تَمنّيهِ كَوني عِند ذلك بِحَضرتِهِ وحُصولِيَ علٰى مُساعدتِهِ۔

ساحلِ سمندر سے استاذِ محترم کا خط موصول ہوا ہے، جس میں انھوں نے سمندر کے عجائبات، اس کی سطح پر چلنے والی سواریوں، ہوا کی مرضی کی تعمیل کرنے والے اس کے آلات اور اس کی طاعت کرنے والی چیزوں اور اس میں سفر کرنے والے لوگوں کا ذکر کیا ہے، جنھیں انھوں نے دیکھا اور مشاہدہ کیا۔ انھوں نے تذکرہ کیا ہے کہ آس پاس خوف ودہشت اور موت منڈلا رہی تھی، کچھ لوگ مصیبت میں گرفتار ہو رہے تھے، تو کچھ بچ جا رہے تھے، روحیں نجات وہلاکت کے مابین تھیں، جب وہ اپنی متوقع زبردست کمائی کے سلسلے میں سوچتے، تو سمندر کے خطرات انھیں معمولی لگنے لگتے اور جب انھیں اپنے مطلب کے بہت سے موتی نظر آتے، تو ہلاکت بھی انھیں محبوب لگنے لگتی۔ مجھے اس خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ استاذِ محترم کی یہ آرزو تھی کہ میں ان کے پاس موجود ہوتا اور مجھے ان کی معاونت حاصل ہوتی۔

شط البحر: ساحلِ سمندر، **شاہد، مشاهدة: (مفاعلة)**: مشاہدہ کرنا دیکھنا، **أشباح (و) شبح**، سایہ، **مرأى ومسمع**: آنکھوں اور کانوں کے سامنے، **منون (و) منية**: موت، **مرقب**: انتظار، **(راقب يراقب مراقبة، مفاعلة)**، **هان يهون هونا: (ن)**: آسان ہونا، **لاح يلوح لوحا**: ظاهر هونا، **(ن)**، **عاين**: ديكهنا **(عاين، معاين: مفاعل) مراكب (و) مركب**: سواریاشباح **(و) شبح**: سایہ، دور سے نظر آنے والی پرچھائیں، بلند وبالا دروازہ **لمنون: موتا لمكاسب الخطير**: زبردست کمائی، بڑی حصولیابی، **غرر (و) غر**: موت

۲۔ ومن رأى بحرَ الأستاذِ كَيفَ يزخَرُ بالفضلِ وتَتلاطم فِيه أمواجُ الأدبِ والعلمِ، لَم يَعتَب علَى الدَّهرِ فِيما يُفتِيهِ مِن مَنظرِ البَحرِ، ولا فَضيلةَ عِندي أعظمَ مِن إكبارِ الأستاذِ لأحوالِهِ واستِعظامِهِ لأَهوالِهِ، كَما لاشَيئَ أبلغُ فِي مَفاخِرِهٖ وأنفَسُ فِي جَواهِرِهٖ مِن وصفِ الأستاذِ لَه فإنِي قَرأتُ مِنهُ المَاءَ السَّلسالَ، لاالزِّلزالَ، والسِّحرُ الحَرامُ، لاالحَلالُ، وقَدعلِمتُ أنه كَتبَ ولَمَا أخطَرَ بفِكرِهٖ سَعةُ صَدرِهٖ، فلَو فَعلَ ذٰلکَ لرأى البَحرَ وشلًّالايَفضُلُ عنِ التَّبرُّضِ وثَمدًا لايكثُرعنِ التَّرشّفِ۔

جو شخص میرے استاذ کے سمندر کا مشاہدہ کرے گا، جو فضل وکمال سے معمور ہے اور اس میں علم وادب کی لہریں موج مار رہی ہیں جو انھوں نے سمندر کا منظر بیان کیا ہے اس پر زمانے سے ناراض نہیں ہوگا۔ میرے نزدیک اس سمندر کی کوئی فضیلت نہیں ہے سوائے اس کے کہ میرے استاذ نے اس کے احوال اور اس کی ہولناکی کو عظیم محسوس کیا ہے، اسی طرح میری نگاہ میں اس سمندر کی کوئی قابل فخر خصوصیت یا کوئی جوہر نفیس نہیں، سوائے اس کے میرے استاذ نے اس کا ذکر کیا ہے، کیوں کہ میں نے ان سے شیریں اوصاف پانی حاصل کیا ہے، طوفان وہنگامہ نہیں اور جادو حرام ہے، حلال نہیں ہے۔ مجھے پتا ہے کہ یہ لکھتے ہوئے انھیں اپنی وسعتِ علم کا احساس نہیں تھا، اگر ایسا ہوتا، تو وہ دیکھتے کہ سمندر کا پانی تو بہت محدود ہے اور اس کی سیراب کرنے کی صلاحیت بہت کم ہے۔

یز خر: ٹھاٹیں مارنا (ن)، تتلاطم، حرکت پزیدر ہونا، موجوں کا نکلنا **(التفاعل) عتب علی:** ناراضگی کا اظہار کرنا، فہمایش کرنا **(نصر، ضرب)، اکبر:** کسی چیزانسان کو بڑا سمجھنا **(اکبر، کبارا: فعال) استعظم:** کسی چیزانسان کوعظیم سمجھنا **(استعظم، استعظاما: استفعال) الماالسلسال:** شیریں پانیوشل: تھوڑا پانیتبرض: کم ہوجانا، ختم ہوجانا(تبرض، تبرضا: تفعل) ثمد(ج) اثماد: تھوڑا پانی، وہ جگہ جہاں پانی اکٹھا ہوجائی **ترشف:** پانی پینا(ترشف، ترشفا: تفعل)۔

5.10 متن کی خصوصیات

۱۔ خطوط ورسائل کی اہمیت مسلم ہے، جہاں یہ رسائل ادبی حیثیت سے اپنا مقام ومرتبہ رکھتے ہیں، وہیں یہ نثر نگاری کا ایک اعلی وارفع نمونہ ہے، یہ رسائل شخصی اوراخوانی بھی ہوتے ہیں اور تاریخی اور دیوانی بھی اور علمی بھی، تمام جہات اور مختلف پہلؤوں پر ان کے مشتمل ہونے کی وجہ سے اس سے شخصیت کا تعارف اوراس کے مقام ومرتبہ، اس کی علمی لیاقت وصلاحیت، اس کی تحریرونگارش سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ مختلف اصناف، تعزیت، تہنیت اور مبارک بادی وغیرہ پر جہاں یہ مشتمل ہوتے ہیں، یہ رسائل شخصی اوراخوانی کہلاتے ہیں۔

۳۔ خصوصا دیوانی رسائل کے ذریعہ اس دور کے بادشاہوں کے احوال اوران کے طرز حیات، اوران کے رعایا کے ساتھ سلوک اوران کی ذوقِ ادبی کا بھی پتہ چلتا ہے۔

۴۔ اس علاقہ کی تاریخ، جغرافیہ وغیرہ سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

۵۔ اور علمی رسائل میں مختلف علوم اورفنون پر واقفیت حاصل ہوتی ہے، اس طرح یہ رسائل اورخطوط عربی ادب کا ایک شاہکار اورنمونہ اور معلومات کا گنج گرامایہ ہونے کے ساتھ ساتھ، یہ عربی ادب ونثر نگاری کا ایک اعلی وارفع نمونہ بھی ہوتے ہیں۔

۶۔ یہ مختصراور مفید رسالہ استاذ کے احترام اوران علومرتبت اور شان کا اظہار کرتا ہے، جب استاذ نے شاگرد کے سامنے سمندر وہاں خطرات، کشتیوں کے ہواؤں کے حوالے ہونا، جانوں کے لئے خطرہ اورلوگوں کے موتی ومونگے نکالنے کے جدوجہد وغیرہ کا شاگرد کے ساتھ ذکر کیا تو شاگرد استاذ کے ذکرہ بحر کوان ان کی علم بحر کے ذریعے تقابل کیا کہ استاذ محترم کے علوم کا بحر اس میں صرف موتیاں اور صدف ہیں، شاگرد کے لئے علوم وفنون کے نگینے ہیں، یہ بحر دراصل بحر علمی بحر بے کنار ہے، اس کی اتھاہ اور گہرائی کا اندازنہیں لگایا جاسکتا ہے، یہ بحر سلاسل ہے، بحر زلزال (حرکت پذیر) سمندرنہیں، یہ سحر حرام ہے، حلال نہیں، ورنہ تو استاذ گرامی کے سامنے سمندر کی بھی کوئی حیثیت اور شان نہیں، اس لئے کہ سمندر کا پانی بھی بہرحال محدود ہے، اس کی سیراب کرنے کی صلاحیت بھی کم ہے، جب کہ میرے استاذ محترم کے علم کا جو اتھاہ سمندر ہے، جس کی گہرائی گیرائی اور وسعت اور کشادگی کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا، اس لئے بہت سے پہاڑ کو دیکھ اور بہت سے سمندروں کو جومعنوی سمندری ہوتے ہیں، ان کو دیکھ کران کی علمی شموخ اور بلندی اورسمندر کی اتھاہ اور گہرائی وگیرائی کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

5.11 اسلوبی خصوصیات

۱۔ صاحب بن عباد کی تحریر اورنگارش اور خصوصا اس کی رسائل نگاری میں وہ نہایت چابک دست اور فصیح وبلیغ نظر آتا ہے، الفاظ صحیحہ کا استعمال، مضبوط برموقع تراکیب کا استعمال، معنی اور لفظی ہر دو اعتبار سے نہایت مضبوط بندش، محسنات لفظیہ اور معنویہ کے استعمال کے حوالے سے وہ نہایت ماہر نظر آتا ہے، اس لئے وزیر کی حیثیت سے اس کو وہ شہرت حاصل نہیں ہوئی جتنی شہرت اس کو ادیب وانشا پرداز اور رسالہ نگار کی حیثیت سے ہوئی ہے، الفاظ کی جادوگری میں اس کو یدطولی حاصل تھا، اس کے رسائل عربی ادب وتحریر کا اعلی نمونہ ہیں۔

۲۔ ابن العباد کے رسائل عربی ادب کے اعلیٰ نمونہ کی حیثیت رکھتے ہیں، جس طرح یہ مختلف الفاظ اور مترادفات اور تعبیرات وتراکیب کا استعمال کرتا ہے، اسی طرح اس کی تحریر مقفع ومسجع بھی ہوتی ہے اور کئی بار مبتدا خبر کے درمیان، اسی طرح معطوف ومعطوف علیہ کے درمیان ایک یا اس سے بھی زائد جملے حائل ہوجاتے ہیں اور اس طرح اس کا ایک جملہ بسا اوقات چار پانچ سطروں پر مشتمل ہوتا ہے، مگر وہ لفظوں کے انتخاب میں ایسا چابک دست ہے کہ قاری کو گرانی محسوس نہیں ہوتی۔

۳۔ ''وَصلَ کتَابُ الأستاذِ الرَّئیسِ صادِراً عن شطِّ البحرِ بوصفِ مَا شاهَدَ مِن عجائبِهِ، وعایَن مِن مَراکبِهِ وراٰه من طاعةِ آلاتِها لِلرِّیاحِ کیف أرادَتْها، واستجابةِ أدَواتِها لَها مَتی نادَتْها، ورُکوبِ النَّاسِ أشباحَها، والخوفُ بمَرأی ومَسمعٍ، والمُنونُ بِمَرقبٍ ومطلعٍ، والدَّهرُ بَینَ أخذٍ وترکٍ، والأرواحُ بَین نَجاةٍ وهُلکٍ'' اس جملہ کی ساخت پر غور کیجئے یہ سارا جملہ مکمل جار مجرور، صلہ موصول اور فعل اور متعلقات سے مل کر اخیر ش وصل کا متعلق بنتا ہے، جس میں کئی ایک جملے ہیں، جن میں الفاظ، تراکیب اور سجع بندی پائی جاتی ہے جیسے ''بوصف ما شاهد من عجائبه، وعاین من مراکبه، وراٰه من طاعة الآلاتها للریاح'' اور آگے دیکھئے ''کیف أدارتها، واستجابة أدواتها لها متی نادتها، ورکوب الناس أشباحها، والخوف بمرأی ومسمع، والمنون بمرقب ومطلع، والدهر بین أخذ وترکب، والأرواح بین نجاة وهلاک'' اس طرح طرح اخیر جو الفاظ ہیں، والخوف بمرأی ومسمع، والمنون بمرقب ومطلع، والدهر، بین أخذ وترکیب، والأرواح بین نجاة وهلاک'' اس میں جہاں یہ چھوٹے چھوٹے مبتدا خبر پر مشتمل جملے ہیں، وہیں اس سجع بندی اور طباق کے اعلیٰ درجے پر ہیں، اور یہ الفاظ ''بمرأی ومسمع، وبمری ومطلع، أخذ وترکیب، نجاة وهلاک'' یہ سب الفاظ لفظی تطابق رکھنے کے باوجود معنوی اعتبار سے ان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

۴۔ اور وہ الفاظ بلند آہنگی کو باقی وبرقرار رکھنے کے لئے غریب اور نامانوس الفاظ کا بھی استعمال کرتا ہے، یہ علم لغت پر گہری نظر رکھنے والا شخص تھا، اس کی تالیف بھی علم لغت کے تعلق سے بہت مشہور ہے رکھتے ہیں اور دوسری طرف تاریخی حیثیت کے بھی حامل۔

''إنِي قَرأتُ مِنهُ المَاءَ السَّلسالَ ،لاالزّلزالَ،والسِحرَالحَرامَ ، لاالحَلالُ،وقَدعلِمتُ أنه کَتبَ ولَمّاأخطَربفِکرِہ سَعةُ صَدرِہ،فلو فعَلَ ذٰلکَ لرأی البحرَوشلًالایفضُلُ عنِ التَبرُّضِ وثَمدًالایکثُرعنِ التَّرشُفِ:'' اس عبارت پر بھی غور کیجئے، محسنات لفظیہ کے استعمال استعارہ کا اور تشبیہات کا بکثرت استعمال ہے '' فنی قرأت منه الماء السلسل' لا الزلال، والسحر الحرام، لاالحلال'' اس میں جہاں الفاظ میں تناسب، سجع بندی، طباق نظر آتا ہے، وہیں استعارہ اور تشبیہات کی بھی بھرمار ہے علم کو ماءِ سلسال سے، زلال سے نہیں، سحر حرام، حلال سے نہیں، تشبیہ دی جاری ہے، استعارہ اور کنایہ کی زبان علم کے لئے استعمال کی جارہی ہے، دیکھئے ''القلیل'' جگہ ایک غیر مانوس لفظ ''وشل'' کا استعمال، اور اسی طرح کم ہونے اور قلیل ہونے کے لئے ''تبرض'' کے لفظ کا برتنا، ''الماء القلیل'' کے لئے ''ثمد'' جیسے غیر مانوس لفظ کا استعمال یہ لغت اور زبان پر عبور اور قدرت اور بے شمار وسعت اور کشادگی پر دلالت کرتا ہے۔

5.12 خلاصہ

صاحب بن عباد کی رسالہ نگاری بھی بہت دلچسپ اور ادبی، علمی وتاریخی خوبیوں کی حامل ہے۔مذکورہ بالا عبارت اس کے ایک خط کا اقتباس ہے، جو اس نے اپنے استاذ ابن العمید کے ایک خط کے جواب میں لکھا تھا۔ابن العمید نے اسے ایک خط میں کسی سمندر کے مناظر کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے اس کی مختلف خصوصیات پر روشنی ڈالی تھی، جن میں بعض خوفناک، تو کچھ اچھی بھی تھیں، ابن العمید نے لکھا تھا کہ سمندر کی سطح پر بڑی بڑی کشتیاں چلتی ہیں، مگر سب ہوا کے تابع ہوتی ہیں، ہوا موافق ہو تو کشتی ٹھیک چلتی ہے؛ لیکن اگر ہوا سرکش اور باغی ہوگئی تو کشتیاں تباہ ہوجاتی ہیں، اس طرح سمندری سفر

کرنے والے لوگ مسلسل خوف ودہشت میں مبتلا رہتے ہیں، بعض دفعہ ان کے سامنے کچھ لوگ ڈوب کر ہلاک ہوجاتے، جبکہ کچھ لوگ بچ نکلتے ہیں، گویا اس جگہ ہر وقت موت وحیات کی کش مکش جاری رہتی ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو موتیوں کی تلاش میں سمندر کی غواصی کرتے ہیں، اندیشہ تو انھیں بھی ہوتا ہے ہلاکت کا، مگر ان کے ذہن میں جو مقصد ہوتا ہے وہ اس اندیشے سے کہیں زیادہ عظیم ہوتا ہے؛ اس لیے وہ بے خوف وخطر سمندر میں ڈبکیاں لگاتے اور موتی نکالتے ہیں۔ اس کے جواب میں صاحب ابن عباد کچھ الگ خیالات کا اظہار کرتا ہے، اس کی علمیت اور ادبی امتیاز وکمال میں ابن العمید کا بہت بڑا کردار تھا، جس کی وجہ سے وہ اپنے استاذ سے بہت زیادہ متاثر تھا، خاص طور پر ابن العمید کی علمی جلالت وبرتری کا اس کے ذہن پر کچھ زیادہ ہی اثر تھا، اس خط میں بھی وہ اپنے اسی تاثر کو ظاہر کررہا ہے، اس کے استاذ نے سمندر کی ظاہری طغیانی، ہولناکی اور عظمت کو بیان کیا تھا، مگر اس کا کہنا ہے کہ میرا استاذ علم و ادب کا سمندر ہے اور اس کے ذہن ودماغ میں معلومات کی لہریں جاری رہتی ہیں اور یہ سمندر اُس حقیقی سمندر سے کہیں زیادہ عظیم اور قابلِ فخر ہے، اس کے موتی، جواہرات اُس سمندر کے موتیوں سے زیادہ قیمتی ہیں، اِس کا پانی شیریں، شفاف وسبک ہے، ہنگامہ خیز وطوفان انگیز نہیں ہے۔ پھر وہ یہ بھی کہتا ہے کہ میرے استاذ نے اُس سمندر کی عظمت اس لیے بیان کی ہے کہ خود اپنی اہمیت اور عظمت کی طرف ان کا دھیان نہیں گیا، اگر انھیں اپنی عظمت کا دھیان ہوتا، تو انھیں محسوس ہوتا کہ سمندر کا پانی تو بہت کم اور چند قطرات کا مجموعہ ہے، جبکہ ان کے ذہن ودماغ میں جو علم وادب کا سمندر ہے، وہ لامحدود ہے، اسی بات کو مزید واضح کرنے کے لیے اس نے ایک شعر نقل کیا ہے، جس میں شاعر کہتا ہے کہ بہت سے پہاڑ ایسے ہوتے ہیں کہ انھیں دیکھ کر تمھیں لگے گا کہ تم خود ہی پہاڑ ہو، اسی طرح بہت سے سمندر کا مشاہدہ کرکے محسوس ہوگا کہ تم خود سمندر ہو۔

5.13 نمونے کے امتحانی سوالات

ا۔ درج ذیل عبارت پر اعراب لگایئے، اوراس کا ترجمہ کیجئے؟

ومن رأى بحر الاستاذ كيف يزخر بالفضل وتتلاطم في أمواج الأدب والعلم؛لم يعتب على الدهر فيما يفتيه من منظر البحر، ولا فضيلة عندي أعظم من إكبار الأستاذ لأحواله واستعظامه لأهواله، كما لا شيء أبلغ في مفاخره وأنفس في جواهره من وصف الأستاذ له فإني قرأت منه الماء السلسال ،لا الزلزال، والسحر الحرام، لا الحلال۔

۲۔ درج ذیل عبارت کا بحوالہ متن تشریح وتوضیح کیجئے؟

وصل كتاب الأستاذ الرئيس صادراً عن شط البحر بوصف ما شاهد من عجائبه، وعاين من مراكبه ورآه من طاعة آلاتها للرياح كيف أرادتها، واستجابة أدواتها لها متى نادتها، وركوب الناس أشباحها والخوف بمرأى ومسمع، والمنون بمرقب ومطلع، والدهر بين أخذ وترك، والأرواح بين نجاة وهلك۔

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے:

شط البحر إكبار استعظام مفاخر الماء السلسال عاين غُرر غَرر وشل ثمد

۴۔ صاحب بن عباد کے حالات اوراس کے نگارشات پر روشنی ڈالئے؟

۵۔ "البحر" کا خلاصہ بیان کیجئے

۵۔ صنف کا تعارف اوراس کی ہیئت وصورت کو قلم بند کیجئے

۷۔ "البحر" کے متن کی خصوصیات اوراس کی اسلوب امتیازات کو تحریر کیجئے؟

4.14 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

۱) يتيمة الدهر في محاسن أهل العصر (ابومنصور عبدالملک ثعالبی)

۲) رسائل الصاحب بن عباد (عبدالوہاب عزام، شوقی ضیف)

۳) تاریخ الادب العربی (احمد حسن زیات)

۴) تاریخ الادب العربی (عمر فروخ)